تحقیق و تنقید

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

اسفار و غزوات نبوی میں ازواج مطہرات کی رفاقت

سیرتِ نبوی کا ایک اہم باب اور دلآویز مرقع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسفار بابرکات کا مطالعہ ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی دورِ حیات میں تبلیغی، مذہبی اور فوجی اغراض و مقاصد سے بہت سے اسفار کیے جن کو عام طور سے اصطلاحی معنوں میں "غزوات" کہا جاتا ہے۔ کم فہمی اور لاعلمی کے سبب ان غزواتِ نبوی کو محض "فوجی مہمات" ہی سمجھ لیا گیا ہے اور ان میں خالص دینی اور مذہبی سفروں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ جیسے عمرۂ حدیبیہ، عمرۃ القضاء اور حج ابوبکر صدیق اور حجۃ الوداع بھی ہماری کتبِ سیرت میں خاص کر قدیم مصادر اور اصلی مآخذ میں بطور غزوات ہی بار پاتے اور شمار کیے جاتے ہیں۔ البتہ جدید مطالعات میں سے بعض کے اس شرف کا اعتراف کرنا چاہیے کہ ان میں "غزوات و سرایا" کی مقصدی نوعیت کا کسی حد تک تجزیہ ضرور کیا گیا ہے، اگرچہ ابھی کامل تجزیہ و تحلیل کا موقع باقی ہے۔[۱]

ان ہی اصطلاحی غزواتِ نبوی یا اسفارِ نبوی کا ایک خوبصورت پہلو اور دلنشیں زاویہ یہ ہے کہ ان میں سے متعدد مواقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی شریکِ سعادت اور سہیم مصاحبت ہوئیں اور بعض مواقع پر دوسری صحابیات نے بطور "مجاہدات" شرکت و معیت کا شرف پایا اور خاص مواقع یا بحرانی صورتوں میں انہوں نے اپنی موجودگی اور حاضری سے مجاہدین اور ان کے قائدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں پر پھاہا رکھا اور مرہم ہمدردی و دوائے تسلی کا نسخۂ شفا استعمال کیا۔ اصلی مصادر و مآخذ اور ثانوی کتب سیرت و سوانح میں ان تمام حسین و جمیل پہلوؤں کی طرف اشارے یا بعض حالات میں تفصیلات ضرور دستیاب ہیں۔[۲] لیکن ان کو یکجا کر کے سیرتِ طیبہ کے اس محبت آگیں سنت کا مطالعہ نہیں کیا گیا۔ اس مختصر مقالہ کا اصل ہدفِ تحریر یہ ہے کہ اسفارِ نبوی میں ازواجِ مطہرات کی شرکت کی تفصیلات کو جمع کر کے اس بابِ سیرت کو مکمل کیا جائے۔

ابھی تک غزوۂ بدر میں ازواجِ مطہرات کی شرکت و شمولیت کی کوئی روایت نہیں مل سکی ہے اور نہ غزوۂ بدر سے قبل کے تمام غزوات۔ الابواء، بواط، بدر اولیٰ۔

ذوالعشیرہ ــــ میں بھی جن کو اصطلاحاً اولین مہمات کا نام دیا جاتا ہے ان کی شرکت کا کوئی

ثبوت یا قرینہ ہاتھ آیا ہے ۔ بعض شاذ روایات میں ابتدائی غزوات کی تعداد چار سے زیادہ تھی [۳] ۔ بہر حال پہلا غزوہ جس میں امہات المومنین اور بعض دوسری صحابیات کی شرکت کا ثبوت ملا ہے وہ غزوہ احد ہے اور وہ بھی اصل غزوہ میں نہیں بلکہ مسلمانوں کی شکست اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پھیلنے کی بحرانی حالت کی صورت میں ۔

واقدی اور دوسرے سیرت نگاروں کے مطابق اس ہولناک خبر کے سننے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صحابیات کی ایک جماعت (نسوۃ) کے ساتھ خبر کی اصلیت کا پتہ لگانے نکلیں اور وہ جب حرہ کے کنارے پر پہونچیں جو بنو حارثہ کی طرف سے وادی کے راستے پر تھا تو ان کی ملاقات حضرت ہند بنت عمرو بن حرام سے ہوئی جو ایک اونٹ پر اپنے شوہر حضرت عمرو بن الجموح اور فرزند خلاد بن عمرو اور اپنے بھائی حضرت ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام کی نعشیں لے جا رہی تھیں ۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر و عافیت اور مسلمانوں کی شہادت کا علم ہوا [۴] کچھ آگے چل کر حضرت عائشہ رضؓ اور ان کی ساتھی مجاہدات کی ملاقات حضرت السمیراء بنت قیس (بنو دینار) سے ہوئی جن کے دو فرزندوں حضرات النعمان بن عبد عمرو اور سلیم بن حارث کی شہادت پر تعزیت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کی [۵] اس طرح وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچیں اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کی تدفین کرنے کے بعد جناب الہٰی میں دعائے مغفرت و عافیت کی تو آپ کے ساتھ چودہ عورتیں موجود تھیں ۔ جنہوں نے مردوں کی صف کے پیچھے صف بنا کر دعا میں شرکت کی ان خواتین اسلام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ بتول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں جنہوں نے میدان احد پہنچ کر اپنے والد گرامی قدر کے زخمی چہرے اور شکستہ بدن سے لپٹ کر تسلی و تشفی دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کا علاج و مداوا کیا [۶] ان کے اپنے اپنے زخم تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر و عافیت دیکھ کر ہر مصیبت ہلکی اور قابل برداشت بن گئی تھی کہ "اصل حیات" محفوظ و مامون تھی [۷]

غزوۂ بنی المصطلق یا مریسیع پہلا غزوہ ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی باقاعدہ شرکت کا پتہ چلتا ہے ۔ واقعۂ افک کے حوالہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ صریح بیان ملتا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے جس کے نام کا قرعہ نکلتا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لے جاتے ۔ جنگ بنو مصطلق کو جاتے وقت جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ کا نام نکلا اور وہ آپ کے ساتھ اس غزوہ میں روانہ ہوئیں اور پورے غزوہ میں شریک رہیں اور مدینہ منورہ کی طرف واپسی کے دوران وہ واقعۂ افک پیش آیا

جس کا ہدف حضرت عائشہ صدیقہ کی ذات بابرکات تھی لیکن ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات مبارکہ کے ذریعہ اس الزام سے بری کردیا اور ان کی عفت وعصمت اور پاکیزگی وطہارت کی وہ گواہی دی جس کو تمام مسلمان تاقیام قیامت اپنی اپنی زبانوں سے دہراتے اور حضرت عائشہ کی طہارت کی تصدیق وتقدیس کرتے رہیں گے۔ احادیث میں صرف حضرت عائشہ صدیقہ کی شرکتِ غزوہ اور سفر نبوی میں معیت نبوی کی سعادت حاصل کرنے کا ذکر لیکن اصحاب سیرت وسوانح نے خاص کر واقدی نے ایک دوسری زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ کی شرکت سفر کا ذکر کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مریسیع کے چشمہ پر پہنچے تو آپ کے لیے چمڑے کا خیمہ لگایا گیا اور آپ کے ساتھ آپ کی ازواجِ طاہرات میں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ تھیں۔ واقعۂ افک کے بیان واقدی میں اس کا اضافہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے کہ سفر یا حضر میں حضرت عائشہ رضؓ آپ سے جدا نہ ہوں، لہٰذا مریسیع کے غزوہ کا ارادہ جب آپؐ نے فرمایا تو ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی اور اس میں میرا اور حضرت ام سلمہ کا تیر نکلا اور ہم دونوں آپ کے ساتھ گئے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو المصطلق کا مال اور جان بطور غنیمت عطا فرمایا اور پھر ہم واپس لوٹے واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری زوجہ مطہرہ حضرت جویریہ بنت الحارث خزاعی بھی ساتھ تھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کے اختتام پر ان سے نکاح کرلیا تھا اور ان کو اپنی دونوں ازواج مطہرات کے ساتھ واپس مدینہ منورہ لائے تھے۔ ان کے نکاح کا واقعہ اہل سیر نے خاصی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت جویریہ بہت خوبصورت اور دلآویز خاتون تھیں جو ان کو دیکھتا اس کا دل اس کے ہاتھ سے نکل جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہی تشریف فرما تھے کہ وہ آپ سے اپنی رقم مکاتبت کے سلسلہ میں امداد حاصل کرنے آئیں اور حضرت عائشہ کو ان کی آمد ناگوار گزری کہ نسوانی حساسیت نے ان کو یقین دلا دیا کہ وہ زوجۂ نبوی بن کر رہیں گی اور بالآخر ایسا ہی ہوا اور وہ ساتھ ہی مدینہ آئیں۔ ۵؎

شیخین کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کا ارادہ کیا اور آپ نے حسب معمول ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کی تو حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت حفصہ رضؓ دونوں امہات المومنین کے اسماء گرامی نکلے وہ دونوں اس سفرِ مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم رکاب رہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حضرت عائشہ رضؓ کے اونٹ کے قریب رہتے۔ حضرت حفصہ رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہا کہ آج رات تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہو جاؤں۔ حضرت عائشہ رضؓ راضی ہوگئیں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضؓ کے اونٹ کے

قریب آئے تو اس پر حضرت حفصہ کو سوار پایا اور ان کو سلام کر کے ان کے ساتھ ہی چلتے رہے۔ کچھ دیر بعد مسلمانوں نے قیام کیا تو حضرت عائشہؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریب نہ پاکر پیروں پر اذخر گھاس ڈال لی اور کہنے لگیں اے میرے رب! مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو مسلط کر دے کہ وہ مجھے کاٹ کھائے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کچھ کہہ نہیں سکتی کہ وہ تیرے رسول ہیں۔ البتہ اپنے آپ کو کوس سکتی ہوں۔[۹]

اہلِ سیر کا بیان ہے کہ جنگِ خندق کے دوران رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے کام سے فارغ ہونے کے بعد دبر سلع کے مقام پر قیام فرمایا اور اپنے لیے ایک خیمہ چرمی لگوایا جو جبل احزاب کے زیریں حصہ کے پاس واقع مسجد اعلیٰ سے متصل تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو تو بنو حارثہ کی گڑھی میں بھیج دیا تھا مگر آپ کی تین ازواجِ طاہرات باری باری سے آپؐ کے ساتھ قیام فرما ہوتی تھیں۔ چند روز حضرت عائشہؓ رہتیں، پھر ان کی جگہ حضرت ام سلمہؓ لیتی تھیں اور پھر حضرت زینب بنت جحش آجاتی تھیں۔ پورے زمانۂ خندق کے دوران اسی طرح باری باری ان تینوں ازواجِ مطہرات کے ساتھ آپؐ قیام فرما رہے۔ اسی زمانے کا ایک واقعہ واقدی نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں اور کسی وقت آپؐ کا ساتھ نہیں چھوڑتی تھیں۔ حالانکہ وہ شدید سردی کا زمانہ تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ بنفس نفیس خندق کی حفاظت و نگرانی فرماتے تھے اور اپنے قبہ میں جتنی اللہ تعالیٰ توفیق فرماتا نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر خیمہ سے باہر گئے اور زور سے فرمایا کہ آپ کی آواز حضرت ام سلمہؓ کے کانوں تک خیمہ میں بھی پہونچی کہ یہ مشرکوں کا شہسوار دستہ خندق کا چکر لگا رہا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباد بن بشر اور ان کے محافظ دستوں کو مشرک دستے کی حرکات و سکنات سے باخبر کیا اور جب مطمئن ہو گئے تو خیمہ میں آکر سو گئے۔ حضرت ام سلمہ اس دوران جاگتی رہیں حتیٰ کہ فجر ہو گئی۔[۱۰]

حضرت ام سلمہ نے اسی قیام کے دوران اپنا دوسرا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ میں آدھی رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبہ میں موجود تھی اور آپ استراحت فرما رہے تھے کہ آواز ہنگام آئی۔ آپ نیند سے بیدار ہو کر خیمہ سے باہر گئے اور محافظوں سے اس شور کے بارے میں گفتگو کرنے لگے جس نے آپ کو جگا دیا تھا۔ حضرت عباد کو آپ نے معلومات حاصل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ام سلمہ بھی قبہ کے دروازے پر آکر کھڑی ہو گئیں اور ان کی باتیں سننے لگیں۔ اس رات مشرکوں نے کئی بار مسلم فوج پر حملہ کیا مگر ہر بار مار کھائی۔ حضرت ام سلمہ اس رات کی بات بعد میں بیان کر کے فرمایا کرتی تھیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی غزوات میں شریک ہوئی جن میں جنگ اور خوف کا راج رہا لیکن ہمارے نزدیک خندق سے زیادہ اور کوئی موقع زیادہ تھکا دینے اور خوفزدہ کرنے والا نہیں تھا۔ حضرت ام سلمہ نے اس ضمن میں جن غزوات

میں شرکت کی تصریح کی ہے ان میں مریسیع، خیبر، حدیبیہ، فتح مکہ اور حنین کے غزوات کے نام شامل ہیں [۱۱]
واقدی نے حضرت ام سلمہ کا تیسرا واقعہ اسی غزوہ کا یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ام عامر بنو عبد الاشہل کی خاتون نے حیس نامی کھانا ایک بڑے پیالے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جب آپ اپنے قبہ میں حضرت ام سلمہ کے ساتھ قیام پذیر تھے حضرت ام سلمہ نے پیٹ بھر کر کھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پیالے کو قبہ سے باہر لے گئے اور آپ کے منادی کی آواز پر تمام موجود اہل خندق نے لبیک کہا اور اس دعوتِ نبوی سے پیٹ بھر کر مستفید ہوئے جبکہ معجزاتی طور سے پیالہ کا کھانا پورا کا پورا موجود و باقی رہا۔
غزوۂ خندق کے دورانِ قیام حضرت عائشہ رضؓ نے اپنا ایک واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے ایک شگاف کی طرف برابر جاتے اور اس کی حفاظت فرماتے تھے۔ جب آپ کو ٹھنڈک تکلیف پہونچانے لگتی تو واپس آجاتے اور حضرت عائشہ اپنی گود کی گرمی سے ٹھنڈک کو دور کرتیں۔ حرارت پاکر آپ پھر اسی شگاف کی طرف چلے جاتے اور اس کی نگرانی کرتے اور فرماتے کہ مجھے خدشہ ہے کہ لوگوں پر اس زاویہ سے حملہ ہو جائے۔ ایک رات آپ حضرت عائشہ کی گود کی گرمی سے رات کی سردی دور کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! کاش آج کوئی مرد صالح میری حفاظت و نگہداشت کرتا۔ فرماتی ہیں کہ جیسے ہی میں آپ کی بات سنی ویسے ہی لوہے کے بجنے اور ہتھیاروں کے کھڑکنے کی آواز آئی۔ آپ کے استفسار پر معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص زہری درِ دولت پر حاضر ہیں۔ آپ نے ان کو اس شگاف کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور آرام سے سو گئے۔ حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں اس رات اور اس کی بات کو ہمیشہ عزیز رکھتی ہوں [۱۳]۔ بظاہر یہ واقعہ حضرت ام سلمہ کے قیام سے قبل کا معلوم ہوتا ہے اور خندق سے اپنی غیر حاضری کے دوران حضرت عائشہ نے بنو حارثہ کی گڑھی میں قیام کیا تھا اور وہاں ایک بار حضرت سعد بن معاذ کو ایک چھوٹی زرہ میں ملبوس دیکھ کر میدان جنگ کی طرف رواں دواں پایا تو ان کی والدہ ماجدہ سے کہا کاش ان کی زرہ ان کے پورے جسم کو ڈھانک لیتی مگر قضائے الٰہی کہ اسی کے سبب وہ زخمی ہو گئے اور پھر شہادت پائی [۱۴]۔ حضرت زینب بنت جحش کے قیام خندق کے مذکورہ بالا حوالہ کے سوا اور کوئی تفصیل دستیاب نہ ہو سکی۔

دوسرے غزواتِ نبوی میں حضرت ام سلمہ کی شرکتِ سعادت کا جو حوالہ اوپر گذرا ہے اس کے مطابق زوجہ محترمہ عمرۂ حدیبیہ کے سفر مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ واقدی نے اس کی توثیق کرتے ہوئے اضافہ کیا ہے کہ اس سفرِ سعادت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار خواتین مدینہ منورہ سہیم و شریک تھیں یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کے علاوہ حضرت ام عمارہ، حضرت ام منیع،

اور حضرت ام عامر (بنو عبد الاشہل)[۱۵] تھیں ۔ ان صحابیاتِ عالیات نے عمرۂ حدیبیہ اور صلح حدیبیہ کے کئی واقعات بیان کیے ہیں ۔ ان میں سے ایک حضرت ام سلمہ یہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ میں قیام پذیر ہوگئے تو آپ کی خدمتِ اقدس میں عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان آپ کے دو خزاعی حلیفوں نے آپ کے لیے بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کا ہدیہ بھیجا ۔ آپ نے ان کو دعائے برکت دی اور اونٹوں کو ذبح کرکے ان کا گوشت اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقسیم کیا گیا ۔ حضرت ام سلمہ نے بھی ایک بکری کے گوشت سے تناول فرمایا ۔ ہدیہ لے کر جو غلام آیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کے علاقے کے حالات پوچھے تو اس نے بڑی فصیح و بلیغ زبان میں حالات سنائے جس سے آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو بہت تعجب آمیز خوشی ہوئی ۔ اس نے آپ کے دستِ مبارک کو حصولِ برکت کے لیے بوسہ دیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کو دعائے برکت دی ۔ وہ اس وقت سن رشد کو پہونچ چکا تھا اور بقول راوی خلافتِ ولید بن عبد الملک کے زمانے میں اپنی وفات تک اس کو اپنی قوم میں امتیاز حاصل رہا ۔[۱۶]

اسی عمرۂ حدیبیہ کے سفرِ مبارک کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے لکھے جانے کے بعد جب قریشی وفد کے اراکین چلے گئے ، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو قربانی کرنے کا حکم دیا لیکن مارے صدمہ اور غم کے کسی نے بھی حکم نبوی پر اقدام نہیں کیا ۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سخت غیظ و غضب کی حالت میں حضرت ام سلمہ کے پاس آئے جو آپ کی شریکِ سفر تھیں اور لیٹ گئے ۔ حضرت ام سلمہ کے بار بار استفسار پر بھی آپ نے جواب نہ دیا اور آخر کار سارا ماجرا سنایا تو حضرت ام سلمہ نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ بنفسِ نفیس اپنی ہدی کی قربانی کریں لوگ آپ کی اقتدا کریں گے اور بالآخر ان کا کہا صحیح ہوا کہ مسلمانوں نے آپ کو قربانی کرتے دیکھ کر اتنی تیزی سے اپنی ہدی کی طرف جھپٹے کہ ازدحام کا خطرہ پیدا ہو گیا ۔ دوسری صحابیات نے بھی بعض واقعات و سنن بیان کیے ہیں جب کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا بیان یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بال کے کنارے اپنے ہاتھ سے کاٹ کر قصر کا فریضہ ادا کیا ۔[۱۷]

آیتِ تیمم کے ضمن میں محدثین کرام کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تشریف لے گئے اور اس میں حضرت عائشہ صدیقہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں ۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ بیداء یا ذات الجیش نامی مقام پر پہونچے تو حضرت عائشہ صدیقہ کا ہار ٹوٹ کر بکھر گیا ۔ اس کی تلاش میں آپ نے پڑاؤ کر دیا ۔ اس مقام کے اردگرد پانی دستیاب نہ تھا اور لوگ بھی تہی دست تھے ۔ صحابہ کرام نے

اس کی شکایت حضرت ابوبکر سے کی اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہ کے پاس زجر و توبیخ کرنے پہونچے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زانوئے مبارک کو تکیہ بنائے سو رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ کو ڈانٹا بھی اور تھوڑا مارا بھی لیکن حضرت عائشہ نے حرکت نہ کی کہ مبادا آپ کی آنکھ کھل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کے محبت آگیں سلوک اور خدمت نبوی سے متاثر ہو کر تیمم کا حکم نازل فرمایا اور حضرت اسید بن حضیر نے برملا اس کا یوں اعتراف کیا کہ "اے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ تمہارے باب میں جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کے لیے باعث برکت بنا کر مسلمانوں کے لیے بچنے کی راہ نکال دی۔" حسن اتفاق کہ جب کوچ ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ کا گمشدہ ہار اسی اونٹ کے نیچے مل گیا جس پر وہ سفر فرما تھیں۔ ۱۸ے

سیرت نگاروں کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد ۷ھ؁/۶۲۹ء میں غزوہ خیبر پہلا غزوہ تھا۔ جس میں کافی تعداد میں صحابیات بطور مجاہدات شریک ہوئیں۔ بقول واقدی ان میں بیس خواتین شامل تھیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ ان ہی میں سے ایک تھیں ۱۹ے اس غزوہ کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ میں روانگی کا ارادہ کر لیا تو حضرت ام سنان اسلمیہ نے آپ کے ساتھ شرکت کی اجازت مانگی اور آپ نے ان کو اجازت دیتے ہوئے حضرت ام سلمہ کے ساتھ رہنے کی تاکید کی اور وہ ان ہی کے ساتھ رہیں اور ان ہی کے ساتھ مدینہ منورہ واپس بھی آئیں۔ ۲۰ے

اسی سفر سعادت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی نئی نویلی اہلیہ حضرت صفیہ بنت حی بھی خیبر سے مدینہ تشریف لائیں کہ ان کا نکاح غزوۂ خیبر کے خاتمہ پر آپ کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ حضرت صفیہ بنت حی کی گرفتاری اور قید کے بعد آپ نے ان کی حفاظت کا حکم اپنے اصحاب کرام کو دیا اور پھر مدینہ واپس ہوتے ہوئے جب ایک منزل پر قیام فرمایا تو حضرت صفیہ کو اپنی ردائے مبارک سے ڈھانک دیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے بخوشی قبول کر لی اور ان سے شادی کر کے ان کے ساتھ شب زفاف گزاری اور پھر ان کو واپس ساتھ مدینہ منورہ لائے جہاں دوسری ازواج مطہرات نے ان کے شایان شان ان کا استقبال کیا۔ جس کا ایک دلچسپ حصہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ کو جب نئی زوجہ عالیہ کی تشریف آوری کی خبر ملی تو انہوں نے حضرت ام سلمہ سے جو رسول اکرم کے ساتھ شریک غزوہ رہی تھیں حضرت صفیہ کے بارے میں حضرت بریرہ کے ذریعہ معلومات حاصل کیں اور پھر حضرت عائشہ نے بذات خود ان کا دیدار کیا۔ اس سلسلہ میں بعض اور اہم تفصیلات بھی ملتی ہیں۔ محدثین کرام نے حضرت صفیہ کی شادی کے بارے میں تھوڑا سا اختلاف کیا ہے کہ پہلے وہ حضرت دحیہ کلبی قبضہ میں آئی تھیں پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سردار

کی دختر ہونے کے سبب سات باندیوں کے بدلے اپنے نکاح میں لے لیا[۲۱]۔

اہل سیر و حدیث کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں بھی اور عمرۂ قضا کے "غزوہ" میں بھی ان تمام صحابہ کرام اور صحابیاتِ عالیات کو لازمی طور سے شامل فرمایا سوائے ان شہدائے کرام کے جنہوں نے غزوۂ خیبر میں سرفرازی پائی تھی ظاہر ہے کہ ازواجِ مطہرات میں سے حضرت ام سلمہؓ اس میں شریک نہیں کہ وہ عمرۂ حدیبیہ کے سفر کی ایک محترم شریک تھیں۔ حالانکہ واقدی کے ایک گزشتہ حوالہ میں عمرۃ القضیہ کا ذکر نہیں پایا جاتا اور دوسری روایاتِ حدیث و تاریخ میں بھی کسی ام المومنین کی شرکت کا حوالہ نہیں ملتا۔ البتہ ایک اہم واقعہ کا ذکرِ صریح ضرور ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی سفرِ مبارک کے خاتمہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدودِ حرم میں احرام کھولنے کے بعد اپنی آخری زوجۂ ماجدہ حضرت میمونہ بنت حارث ہلالی سے نکاح کیا تھا اور مکہ مکرمہ کے کنارے مقام سرف پر ان کے ساتھ شبِ زفاف گذاری اور پھر ان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آئے تھے[۲۳]۔

فتح مکہ کے عظیم الشان غزوہ اور اہم ترین سفر میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی کی شرکت و ہم رکابی کا صریح ذکر کم ملتا ہے لیکن کئی حوالے بتاتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ اس سفرِ نبوی میں بھی مصاحبتِ نبوی سے سرفراز ہوئی تھیں اور انہوں نے ہی نیق العقاب کے مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات ابوسفیان بن حارث ہاشمی اور عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی کی سفارش کی تھی اور ان کی توبہ قبول کر کے ان کو داخل اسلام کیا تھا[۲۴]۔ حضرت ام سلمہ سے ہی مخزومی عورت کی چوری کے سلسلہ میں سفارش کی گئی مگر انہوں نے ناجائز سفارش کرنے سے انکار کر دیا۔[۲۵] ظاہر ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ غزوۂ فتح مکہ کے علاوہ غزوات حنین واوطاس وطائف میں بھی شریک تھیں۔

امام بخاری کی روایت ہے کہ طائف کے محاصرہ کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت ام سلمہ کے پاس پہونچے تو ان کے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے حضرت ام المؤمنین کے بھائی حضرت عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا کہ اگر طائف کل فتح ہو جائے تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا کہ جب سامنے آتی ہے تو اس کے شکم میں چار اور بیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ شکنیں پڑتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام بدلگام سنا تو امہات المومنین کے پاس مخنثوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا[۲۶]۔ ان غزوات کے خاتمہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ کے مقام پر قیام فرما کر اموال غنیمت تقسیم کیے۔ حضرت ام سلمہ آپ کی معیت میں تھیں۔ اس موقعہ کا ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ میں پانی منگوایا، اپنے دست مبارک دھوئے، کلی کی اور منہ دھویا پھر حضرات ابوموسیٰ اشعری

وبلال حبشی رضؓ کو اسے پینے اور چہروں و ہتھیلیوں پر ملنے کا حکم دیا جس کی انہوں نے تعمیل کی۔ وہ پانی استعمال کر رہے تھے کہ حضرت ام سلمہ نے پردے کے پیچھے سے فرمایا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ چھوڑ دو چنانچہ انہوں نے ام المومنین کے لیے بھی تھوڑا سا پانی بچا دیا ۲۷؎

فتح مکہ کے ضمن میں واقدی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہ کے ساتھ دوسری زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ بھی تھیں۔ اس کے مطابق حضرت ابو رافع نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حجون نامی مقام پر چرمی خیمہ لگایا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں قیام فرمایا اور آپ کے ساتھ حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ بھی تھیں ۲۸؎ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت میمونہ بھی ان چاروں غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکاب تھیں۔ فتح مکہ کے غزوہ کے دوران حضرت ام سلمہ کی موجودگی اور کارکردگی کا ایک حوالہ واقدی نے مزید یہ دیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار گیسوؤں (ضفائر) کو ذوالحلیفہ کے مقام پر گوندھا تھا اور آپ نے ان کو فتح مکہ اور قیام مکہ تک نہیں کھولا اور جب حنین کی طرف کوچ کا ارادہ فرمایا تو ان کو کھولا اور حضرت ام سلمہ نے ان کو بیری کے پانی سے دھویا ۲۹؎

واقدی نے غزوۂ طائف کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب الاکیہ میں قیام پذیر ہوئے تو آپ کی ازواج مطہرات میں سے دو حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب ساتھ تھیں اور آپ نے ان دونوں کے لیے دو قبے لگوائے اور پورے محاصرۂ طائف کے دوران ان دونوں قبوں کے درمیان نمازیں ادا کرتے رہے اور یہ پورا عرصہ اٹھارہ یا انیس دنوں پر محیط تھا ۳۰؎

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عظیم غزوۂ تبوک میں شرکت وصحبت کی سعادت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نصیب میں آئی تھی۔ واقدی کے مطابق حضرت عرباض بن ساریہ کا بیان ہے کہ سفر و حضر میں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی دربانی کرتا تھا ہم تبوک میں قیام پذیر تھے کہ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ضرورت سے گئے پھر منزل نبوی کی طرف واپس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کچھ مہمان رات کا کھانا کھا چکے تو آپ قبہ میں داخل ہونے والے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہ تھیں کہ ہم تین آدمی۔ عرباض بن ساریہ، جعال بن سراقہ اور عبداللہ بن مغفل مزنی۔ بھوکے پہونچے اور آپ نے بڑی کد و کاوش کرکے ہمارے لیے کھجوریں فراہم کیں اور معجزۂ نبوی کے سبب ان میں اتنی برکت ہوئی کہ ہم سیر ہو گئے مگر وہ باقی بچ رہیں ۳۱؎ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں خاص کر نماز تہجد اور خطبہ وغیرہ کا بھی دلآویز بیان پیش کیا ہے۔